

تاریخی حقائق

بعض سلاطین اندلس و بغداد کے شخصی حالات زندگی !

(۲)

”کہ وہ اپنے اہل و عیال کے لئے بیت المال سے نئے کپڑے بنوانے سے بھی احتراز کرتا تھا، ایک مرتبہ اپنے اہل و عیال کے کپڑوں میں پونڈ گولڈ کے متعلق درزی سے مشورہ کر رہا تھا، اتنے میں شاہزادہ ہمدی وہاں آپہنچا، ہمدی رتو دوزی میں کسر شان سمجھ کر کہنے لگا، امیر المؤمنین اس سال گھر والوں کے کپڑے میں اپنی تنخواہ سے بنا دیتا ہوں، آپ پرانے کپڑے کو رہنے دیجئے، منصور نے اس تجویز کو منظور کر لیا، لیکن امیر المؤمنین سے اپنے اہل و عیال کے لئے نئے کپڑے بنوانے منظور نہ کئے“

اسی منصور کا واقعہ ہے کہ ایک دن ان کی لونڈی کہنے لگی دکھو تو امیر المؤمنین ہو کر بچھی اور پونڈ لگی تمہیں پہنتے ہیں، کسی اور نے ظن سے یہ کہا ”خدا کی قدرت ہے کہ اس نے خلیفہ منصور کو بادشاہت کے باوجود افلاس میں مبتلا کر رکھا ہے“

یہ نجل کی وجہ سے نہ تھا، بلکہ حق المسلمین کی وجہ سے، در نہ یہی خلیفہ منصور ہے جن نے قاضی مدینہ کو اس صلہ میں پچاس ہزار روپے عطا کئے تھے کہ اس نے خلیفہ کے مقابلہ میں شتر بانوں کے حق میں فیصلہ دیا تھا جو عقل و انصاف کا تقاضہ تھا، اسی طرح امام لنگ کی خدمت میں انھوں نے چھ ہزار دینار سے زیادہ نذرانے پیش کئے اور اسی قدر آپ کے صاحبزادہ اور ابن ہیمان کو بھی مرحمت فرمایا تھا، حاجتمندوں نے بھی منصور سے بہت کچھ پایا، اور شہزادہ

بھی مہردم نہ رہے'

منصور عباسی کا انصاف و عدل تاریخ میں مشہور ہے، اگر دشمن کے متعلق معلوم ہو جاتا کہ وہ یہ کام نیک نیتی سے کرتا ہے تو اس کو معاف کر دیتا بلکہ اس کی قدر کرتا، ایک دفعہ عامل ہمدان کو لکھ بھیجا کہ ابوالنصر کو قتل کر دو۔ اس کا جرم یہ تھا کہ اس نے سلطان کے دشمن کی امداد کی تھی مگر کسی طرح بچکر دارالخلافہ میں پہنچ گیا۔ تو

"خلیفہ اس کو ملامت کرنے کا کہ تم نے ابولم کو خراسان جانے کا کیوں مشورہ دیا، ابوالنصر عرض پیرا ہوا، امیر المؤمنین! واقعی ابولم نے مجھ سے صلاح لی تھی اور میں نے اسے نیک مشورہ دیا تھا، اور ہر مسلمان کا فرض ہے، کہ جب کوئی اس سے صلاح پوچھے تو اس کو نیک نیتی کے ساتھ ایسی صحیح رائے دے جو اس کے حال مال کے لئے بہتر ہو۔ اگر امیر المؤمنین بھی کسی امر میں مجھ سے مشورہ کریں تو میں نیک اور خیر خواہانہ مشورہ سے دریغ نہ کروں گا، گو امیر مشورہ امیر المؤمنین کے اغراض و مفاد کے خلاف تھا لیکن اس شخص کے لئے تو سود مند ہی تھا، جس نے میری رائے دریافت کی تھی، منصور نے یہ سُنکر نہ صرف اس کی جرم بخشی کر دی بلکہ اس کو بدرجہ کمال و خلفِ خسروی سے متنازع فرمایا، اور اس کے عقوبت نیت پر اتنا خوش ہوا کہ اس کو ولایت موصل کا گورنر بنا کے بھیج دیا،^{۱۷۹}

حق یہ ہے کہ منصور نے انصاف کا حق ادا کر دیا، اس واقعہ میں موجودہ حکم و ذراہ اور افسران حکومت کے لئے بڑی بصیرت ہے، کاش وہ حاصل کریں، کسی بھی ملک کے حکمران کی یہ صفت اس کی حکومت کی ترقی و عروج کی ضامن ہو سکتی ہے'

"تہذیب دینی کا بیان ہے کہ جن دونوں منصور مدینہ منورہ آیا، محمد بن عمران طلحی

وہاں کے قاضی اور میں ان کا محرر تھا، چند نشتر باوجود کسی معاملہ میں خلیفہ

پر نالیش کر دی، قاضی محمد نے مجھے حکم دیا کہ امیر المؤمنین منصور کے نام

۱۷۹۔ علامت بنی عباس اول ص ۱۲۸ و ۱۲۹

حاضری عدالت کا حکم جاری کرو تا کہ مدعیوں کی داد رسی کی جائے میں نے خلیفہ کو من بھیجے سے مندرت چاہی، مگر قاضی صاحب نے اس پر اپنی بہرگرائی اور مجھ سے فرمایا کہ اس حکم کو امیر المومنین کے پاس تم خود لے جاؤ، چنانچہ میں روانہ ہوا، جب منصور کے پاس حاضر ہو کر یہ حکم دکھایا، تو معاذ باریں کھڑا ہو گیا، اور حاضرین سے کہنے لگا، کہ میں عدالت میں طلب ہوا ہوں تم میں سے کوئی شخص مرے ساتھ نہ آئے، پس خلیفہ اور میں دارالقضاہ میں پہنچے قاضی صاحب تعلیم کے لئے نہ آئے بلکہ اپنے چند کو اچھی طرح بھیلا دیا اور بڑے استقلال کے ساتھ بیٹھے رہے، پھر مدعی کو بلایا، اور ثبوت لے کر خلیفہ کے خلاف مقدمہ کا فیصلہ کر دیا۔

کہاں میں کمیوزم کے پرستار، غور کریں، اس طرح کا انصاف وہ کرا سکتے ہیں، اور کسی مدعی جمہوریت کو تو اس عدل کا وہم بھی نہیں ہو سکتا ہے، حکومت کا نظام عدل صحیح معنی میں ہی تھا، جہاں کسی کی پرواہ نہ ہوتی تھی، حق بر لاکھا جاتا تھا، کوئی یہ خیال نہ باندھے کہ منصور نے آگے چل کر قاضی صاحب سے بدلہ وصول کیا ہو گا یا شتر باؤں کو پسنا کر پریشان کیا ہو گا، ایسی بات بہرگز نہ ہوتی بلکہ فیصلہ سن چکے کے بعد منصور کی زبان پر یہ کلمات تھے ”خدا تمہیں اس انصاف پسندی کا اجر دے اور خوش ہو کر قاضی کو دس ہزار دینار دے“

قاضی (جج) بھی اُس زمانے کے واقعی قاضی ہوتے تھے، کبھی کسی کی پرواہ نہ کی، ایک دفعہ منصور نے آزمائش کے طور پر لکھ بھیجا کہ فلاں مقدمہ میں فوجی افسر کے حق میں فیصلہ دو، قاضی نے صاف انکار کر دیا کہ یہ مجھ سے کبھی بھی نہیں ہو سکتا۔ خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را حکومت کے حساب کتاب میں بھی منصور بڑا سخت تھا، بیت المال کا ایک پیسہ بھی کسی افسر کو معاف نہیں کرتا اس سلسلہ کا ایک واقعہ ملاحظہ کے قابل ہے،

”جب بعد ازاں کی تیر ختم ہوئی تو تعمیرات کے افسروں سے حساب لیا گیا۔۔۔۔۔“

ابن صلت کے پاس بندرہ دوہم (تقریباً پونے چار روپے) تحویل میں باقی رہے تھے، چونکہ اس نے یہ رقم ادا نہ کی، اس کو قید کر دیا۔^۱ منصور کی زندگی کا یہ واقعہ بھی پڑھنے کے لائق ہے۔

محمد بن سلیمان عباسی ایک روز بروز عیادت امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے، خلیفہ خاص محل میں تھا دیکھا ایک چھوٹا سا کرہ ہے۔۔۔۔۔ کرہ میں گیا تو کیسا دیکھتا ہوں کہ صاف زمین پر نہ کوئی فرش ہے اور نہ کوئی پینچنے کے کپڑے ہیں، منصور رونق افروز ہے، میں نے عرض کیا بس یہ ساکن ہے، فرمایا ہاں۔^۲

خلیفہ ہمدی المتوفی ۳۹۹ھ ابو جعفر منصور کا فرزند ارجمند تھا، دس سال تک اس نے حکومت کی اور بڑے کروفر سے کی اس نے عدل و انصاف باپ سے ترک میں پایا تھا، اس کی زندگی کا یہ واقعہ بہت مشہور ہے کہ آپ دربار میں احکام جاری کر رہے تھے، کہ ایک شخص دفعۃً آیا اور اس نے ہمدی سے کہا،

”امیر المومنین اگر کسی کو کسی کے خلاف شکایت ہو، یا ایک نے دوسرے کا حق چھینا ہو، تو وہ آپ کی خدمت میں فریاد لاسکتا اور اپنے درد کی دوا پا سکتا ہے،^۳ لیکن جسے خود امیر المومنین پر دعویٰ کرنا ہو، فرمائیے، وہ کہاں جائے؟ مجھے آپ کے خلاف استغاثہ کرنا ہے، بتائیے آج میں پیش کروں، یا کل قیامت کے دن مالک یوم الدین کی عدالت میں، جہاں کسی قسم کی طرفداری یا ناظرنداری کی سازش نہ ہوگی، ہمدی نے جواب دیا، اگرچہ تمام دنیا وی حاکموں کا سرہانے حکم کے سامنے خم ہے، مگر شریعت کے حضور میں ہم بھی سر جھکاتے ہیں، لہذا شریعت کے مطابق فیصلہ ہوگا، اور تم اس دنیا میں انصاف پاسکو گے“

خلیفہ ہمدی کا یہ جواب شخص زبانی نہ تھا، کہ مسائل کی دل دہی ہو جائے، بلکہ یہ کہہ کر امیر المومنین سے خلافت سے اٹھ کھڑے ہوئے، اس شخص کو پیراہ

۱۔ خلافت بنی عباس اول ص ۱۲۱۔ ۲۔ ایضاً ص ۱۲۲۔

لئے ہوئے، قاضی کی عدالت میں پہنچے، اہل اس کے پاس بیٹھ کر بولے، اپنا
دعویٰ پیش کرو، اس شخص نے قاضی کے سامنے دعویٰ پیش کیا، امیر المؤمنین نے
جو ابد ہی کی، اس پر قاضی نے مدلی سے قانونی دستاویز طلب کی، اس شخص نے
پیش کی، قاضی نے سنا نہ کر کے اس پر حکم لکھا، جو جہدی کے خلاف اور مدعی کے
حق میں تھا، خلیفہ نے قاضی کے فیصلہ کے سامنے سر جھکا دیا اور مدعی کا مطالبہ
پورا کر دیا، اے

خلیفہ ہارون الرشید المتوفی ۱۹۳ھ دنیائے اہل علم میں بہت مشہور اور علوم میں تعارف
سے بے نیاز ہے اس کے کارنامے تاریخ کی دنیا میں بڑی وقعت سے دیکھے جاتے ہیں، فوج کس سلطان
دقت کو محبوب نہیں ہوتی، کہ یہ حکومت کی جان ہوتی ہے، مگر باہن ہرہ امیر العسکر شاہی فرمان کے مطابق
ہلک کے معاملہ میں سخت تھا۔

” وہ اس بات کا لحاظ رکھتا تھا، کہ فوجی مفتوحہ ممالک کے کسی فرد سے
بدسلوکی سے پیش نہ آئے، اگر کسی شخص سے کوئی حرکت سرزد ہو جاتی تو
اس کو سخت سزا دیتا، فوجیوں کو شراب پینے کی سخت ممانعت تھی، اور
ان کی اخلاقی زندگی کو جنرل سنوارنے کی حتی الامکان کوشش کرتا تھا، اے

آج کے فاتح سلطین کو یہ سطرین بہت غور و فکر سے پڑھنی چاہئیں، کہ یہ کبھی ایک سلطان
دقت ہی کا دستور حکومت تھا، اور وہ اپنی سلطنت کی وسعت میں آجکل کے تمام حکموں سے بڑھا ہوا
تھا، اس کی حدیں سہند و تاتار سے بحر اوقیانوس تک پھیلی ہوئی تھیں، روم و یونان اس کا جگر اور تھے،
اور تمام اسلامی دنیا سوائے اندلس زیرِ فرماں تھیں۔

آج کوئی فوج مفتوحہ ممالک میں داخل ہوتی ہے تو اس حصہ کے کسی گوشہ کو صحیح و سالم نہیں
چھوڑتی ہے، قتل و خونریزی کے ساتھ اس حصہ کی عزت و آبرو بھی ان وحشیوں سے نہیں بچتی، وہاں
کی عصمت مآب عورتیں بھی ان کا شکار ہوتی ہیں، مگر یہ منظر ہارون الرشید کی حکومت یا اس زمانہ کی

کسی اسلامی حکومت میں نظر نہیں آتا وہاں کا دستور حکومت سپاہیوں کے لئے یہ تھا،
 ” سپاہی کے لئے یہ طے تھا، کہ چار ماہ سے زیادہ اپنے اہل و عیال سے
 عیوض نہیں رہ سکتا، اس کو رخصت مل جاتی، تاکہ وہ اپنے بال بچوں
 میں جا کر رہے،“

جس حکومت میں فوجی کے لئے یہ قانون ہو، اس حکومت کے سپاہی اور فوجی یقینی
 طور پر انسان ہوں گے ضرورت ہے کہ موجودہ حکمران دنیا میں پھر ان قوانین کو نافذ کریں، اور انسانیت کی
 نئی پلید ہونے سے بچائیں۔

بارون رشید نے ۲۳ سال فرزدانی کی، مگر اس کا معمول ہمیشہ یہ ہی رہا کہ فریض
 نماز بہ پابندی ادا کرتا، بلا عذر شرعی کبھی اس کی نماز قضا نہ ہوتی، علاوہ ازیں روزانہ سو رکعتیں نوافل
 پڑھتا، علم دہن، فہم و فراست، فکر و تدبیر، مفرد علم، عزم و ثبات تمام اوصاف سے متصف تھا، صحیح
 اور شجاعت بھی اس میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھی مگر انھوں نے ایک دفعہ جب سفیان ثوریؒ کو خط لکھا، تو
 سفیان ثوریؒ نے یہ جواب لکھا، اس خط کو غور سے پڑھیے اور اندازہ لگائیے اس زمانہ کے علماء اپنے
 معاملات میں کس قدر سخت تھے،

” از بندہ سفیان بنام بارون فریضہ دولت، تم نے اپنے خط میں خود تسلیم کیا
 ہے کہ تم نے مسلمانوں کے بیت المال کے روپیہ کو بے موقع اور بیجا گراں بہا
 صلے و بکر خرچ کیا، اس پر بھی تم کو تسلی نہ ہوئی، اور چاہتے ہو، کہ قیامت
 میں تمہارے اسلاف کی شہادت دوں، ہا وہوں تم کو کل خدا کے سامنے
 جواب دینے کے لئے تیار رہنا چاہیے، تو تخت پر اجلاس کرتا ہے، حیر
 کا لباس پہنتا ہے، تیرے دروازہ پر جو کی سپرہ رہتا ہے، تیرے
 سال خود تو شراب پیتے ہیں، اور دوسروں کو شراب پینے کی سزا دیتے
 ہیں، خود زنا کرتے ہیں اور چوروں کے ہاتھ کاٹتے ہیں ان جرائم پر بیٹے۔“

لے خلافت بنی عباس اول ص ۱۱۱

تجھ کو اور تیرے حال کو سزا ملنی چاہئے، پھر ادروں کو، ہارون دہ دن بھی آئے گا کہ تیری شکستیں بندھی ہوں گی، تیرے ظالمِ حال تیرے پیچھے ہوں گے، اور تو سب کا پیشوا بن کر سب کو دوزخ کی طرف لے جا۔ میں نے خیر خواہی کا حق ادا کر لیا، اور اب کبھی خط نہ لکھنا۔“

یہ خط ہارون رشید کی تخت نشینی کے زمانہ میں لکھا گیا تھا، جب اس نے ابھی ملک کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لی تھی، اس خط کا اثر خلیفہ پر یہ ہوا

”ہارون رشیدِ عظیم نے خط پڑھا، بے اختیار جرج اٹھا، اور دیر تک روٹا رہا، جو اس قدر متاثر ہوا تھا، کوئی وجہ نہیں، کہ اس نے ایک ایک بات کی اصلاح کی طرف توجہ نہ کی ہو، اور بادشاہ کی سستی سیم سے اصلاح نہ ہوئی ہو۔“

ابن سہاکؒ دورِ ہارونی کے بڑے باخدا بزرگ تھے، ہارون رشید ایک دن ان کی خدمت میں گئے اتفاقِ وقت بادشاہ کو پیاس لگی، ابن سہاکؒ نے فرمایا خدا ٹھہرے پہلے یہ بتا کہ شدتِ پیاس جب آپ کو بے تاب کئے ہو۔ اور نشنگی بڑھی ہوئی ہو تو ایک پیالہ پانی کتنی قیمت دے کر لیں گے۔ ہارون رشید نے کہا اپنی نصف حکومت دے کر بھی مل سکے گا تو بھی نہ چھڑوں گا، فرمایا اگر میناب رک جائے اور وہ پانی نہ نکلے تو اس کے لئے کیا خرچ کیجئے گا، ہارون رشید نے کہا آدمی سلطنت اس سلسلہ میں خرچ کر دوں گا، یہ مسکر ابن سہاکؒ نے فرمایا

”بس یہ سمجھ لیجئے کہ آپ کا نام ملک ایک گھونٹ پانی اور چہنچہ ہے“

پنجاب کی قیمت رکھتا ہے، بس اس پر تمہیں نہ کیجئے اور جہاں تک ہو سکے لوگوں سے یکساں سلوک کیجئے،“

آج بھی کسی سلطنت کی قیمت اس سے زیادہ نہیں، حکمران طبقہ غور و فکر سے اس داتو کو پڑھے اور عبرت حاصل کرے اور اسی طرح ہر وہ انسان بھی پڑھے جو دنیا میں رہ کر ظلم و جور اور تیغ آزمائی کرتا ہے، اور دولت و ثروت کے لئے اپنی عاقبت خراب کرتا ہے۔

ہارون الرشید خود بھی بڑا عالم تھا، اور اپنے بچوں کو اس نے اچھی تعلیم دلائی تھی مگر ان کے بچے بھی استاد کی نظر میں وہی حیثیت رکھتے تھے جتنے دوسرے طبکار۔ اور ان کے بچے بھی اپنے استاد کی خدمتگزاری ویسی ہی خیر سمجھتے تھے جیسی کہ غریب لڑکے، ایک دن استاد اور شاہ ہزادہ کا یہ تعلق دیکھ کر بادشاہ کو بھی رشک آگیا،

”ایک دن امیر المؤمنین ہارون الرشید دور سے اپنے فرزندوں محمد امین اور امون کی طرف دیکھ رہا تھا دونوں بھائی اپنے مکتب میں امام کسائی سے سبق پڑھ رہے تھے، تھوڑی دیر بعد امام کسائی کسی ضرورت سے اٹھے اور باہر نکلے، امین و امون نے ہلک کر استاد کے جوتے اٹھائے اور ان کے قریب رکھ دیئے، یہ دیکھ کر ہارون کو تعجب ہوا، ایک خادم سے پوچھا، بتا دوہ کون شخص ہے جس کے خدمتکار دنیا کے بڑے بڑے آدمی ہیں، اس نے کہا، آپ ہارون نے کہا نہیں، کسائی ہے، جس کے علم و فضل کی وجہ سے محمد امین و امون اس کی خدمت کرتے ہیں۔“

کہاں ہیں وہ طلباء، جبکو علم و فضل کی تلاش ہے، اس واقعہ کو پڑھیں، معمولی ثروت ان کا داغ خراب کر ڈالتی ہے اور اپنے استاد کو نوکر سے زیادہ حیثیت نہیں دیتے، ہارون الرشید رعایا کی خیر گیری برابر رکھتا تھا، بلکہ اس سلسلہ میں اس کو جو امتیاز حاصل تھا خلافت نبی عباس میں شاید اور کسی کو حاصل نہ ہو سکا،

”شاہان عالم میں بعد فاروق اعظم کے ہارون الرشید رعایا کی خیر گیری کے سلسلہ میں سب سے سبقت لے گیا تھا، اس کا دستور تھا، تبدیل لباس کیلئے بغداد کو گئی کوچوں میں سات کپڑا کرتا تھا اور اپنی رعایا کے حالات دریافت کرتا، اس کے ساتھ ذریعہ خیر اور مسعود غلام ہوا کرتے۔“

صفتی بنی عباس اول ص ۱۹۱ سے ایضاً صفحہ ۲

آج جبکہ پبلک سیکھوں کو دم توڑ رہی ہے، اور گھر گھر پریشانیوں کا بے پناہ سیلاب موجود ہے، جمہوری ملک کے صدر اور وزیرِ عظیم اپنی کوٹھڑیوں میں چین کی نیند سوتے ہیں تو کبھی حکومت کا فرمانروا فرعون بنا بیٹھا رہتا ہے، ان کو اس واقعے سے سبق لینا چاہیے جہاں تائی سے ہے دشوار کار جہاں بی بی۔

مامون الرشید، بادشاہِ رشید کا فرزند اور جہنم تھا، اس نے بیس سال پانچ مہینے بڑے جاہِ دل سے حکمرانی کی اور ۲۱۲ھ میں انتقال کیا، اس کی زندگی کے بھی چند واقعات سن لیجئے،

” ایک مرتبہ ایک غریب بڑھیا نے مامون کے حضور میں اس کے لئے عباس

پر استغاثہ دائر کیا کہ شاہزادہ عباس اس کی جائیداد پر غلامانہ قبضہ کر لیا ہے۔

عباس عدالت میں موجود تھا، مامون نے اس کو اپنے پاس اٹھا کر بڑھیا کے پاس

کھڑا کر دیا، دونوں کے بیان لئے، شاہزادہ فرطِ ادب میں آہستہ آہستہ بولتا تھا

اے بڑھیا بلند آواز سے بیان دے رہی تھی، ذریعہ دولت احمد بن ابی خالد نے

بڑھیا کو روکا کہ امیر المؤمنین کے سامنے بلند آواز سے کھٹکوسن، اخلاص اور سچے بولنے

نے سچ کیا، کہ جرمِ کبھی ہے کہنے دو، حق نے اسکی آواز بلند کر دی ہے، اور کبھی

کو گونگا کر دیا ہے، دونوں کے بیانات سننے کے بعد بڑھیا کے حق میں مامون نے

فیصلہ دیا، اور موکل کو لکھ کر بڑھیا کی جائیداد واپس کرادی اور بڑھیا کے ساتھ

حسن سلوک کی تاکید کی۔

آج تو سمرقانی زمیندار بھی ایسی بات کہہ اٹھے گا، کہ اس سے ہماری توہین و

تبدیل کی، لہذا جوتے کا ڈنگر یہ ایک بڑے حکمران کا ضبط و تحمل اور عدل، انصاف اور جرات ہے۔

ایک دفعہ خود مامون پر ایک شخص نے بیٹیل ہزار کا دعویٰ کر دیا، جس کی وجہ سے بلاشاہ کو قاضی کی

عدالت میں حاضر ہونا پڑا، بعض لوگوں نے اس وقت بلاشاہ کے لئے قائلین بھجوانا چاہا تو قاضی صاحب نے روک دیا

کہ یہاں عدلی اور مدعا علیہ دونوں برابر ہیں، یہ دیکھ کر بھی مامون کو کچھ نہ ہوا، بلکہ اس نے سچ کی خواہ بڑھادی

آج دنیا کا یہی عدل و انصاف گناہوں اور خود غرضیوں کے بھرپور حالات میں ٹوٹ چکا ہے

لے کلاں شاہی عباس اول مکتبہ

اس لئے دنیا سے اسے امان اور اطمینان و سکون کا جواز نہ مل رہا ہے، اور وہ تباہی بربادی کی طرف تیزی جارہی ہے۔
 ”ایک تہ ایک سپاہی نے ایک شخص کو جیگا میں بکڑھا، اس کی زبان پر بے ساختہ حضرت عفریہ کا نام آگیا،
 مامون کو اس واقعہ کی خبر لگ گئی..... سپاہی کو نوکری سے برخاست کر دیا۔“

مامون ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ ملک میں بناوٹ اور خرابی واقعہ ہمیشہ عمال کی ہی زیادتی سے پیدا
 ہوتی ہے یہ درست رہیں، تو ملک مطمئن ہے، ایک دفعہ مامون نے اپنے ایک گورنر کو لکھا، جب تک تمہارا ایک شاہی
 بھی بیان آتا رہا اس وقت تک تمہاری رسائی دربار میں نہیں ہو سکتی،

ایک تہ مامون کے کمانے سے مدقن افروز تھے سائے قنات کھینچی ہوئی تھی، کہ ایک علاج
 ادرہ گزرا اور یہ اتہام دیکھ کر ملکہ آواز سے کہنے لگا، کہ مامون اپنے بھائی امین کو قتل
 کر کے ہم لوگوں کی نگاہ میں کبھی معزز نہیں ہو سکتا، دربان کا بیان ہے کہ وہیں خال
 ہوا، کہ مامون کو غصہ آئے گا، اور اس کی گرفتاری کا حکم دیا جائے گا، مگر یہ سن کر مامون
 مسکرایا اور حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا، تم لوگ کوئی ایسی ترکیب بتا سکتے ہو
 کہ میں اس جیل القدر آدمی کی نگاہ میں معزز بن سکوں۔“

اپنی عقلی کا یہ اعتراض حکمران طبقہ میں اب کہاں؟ آج اگر کسی قاتل و ظالم کو قاتل اور ظالم
 کہا جائے تو اسکی سزا سانس کی کا تختہ یا بندوق کی گولی ہے، لاکھوں انانوں کو قتل کرنے والے اسی کے ستمی ہیں
 کہ عوام ان کی تعریف کریں، اور رات کو دن کہیں۔

مامون ظلم و جور کو کبھی برداشت نہیں کرتا تھا، عدل و انصاف کا سرشتہ ہمیشہ ہاتھوں
 سے تھامے رہتا، اور اس سلسلہ میں گوشہ گوشہ کی خبر رکھتا، جہاں کہیں سے اس طرح کی خبر ملتی، فوراً اس کے
 نام فرماں شاہی جاری کرتا جس میں تہدید و تنبیہ ہوتی، ایک دفعہ
 ”ابن فضل طوسی کو لکھا، تمہارا بے تمیز اور درشت خود ہونا، تو میں نے گوارا
 کر لیا، لیکن رعایا پر ظلم نہیں برداشت کر سکتا۔“

اسی طرح ایک دفعہ

لے خلافت بنی عباس اول ۲۱۸ھ ۱۸۱ھ ایضاً ۲۱۸ھ

”عمر بن سعدہ کو لکھا، اپنی دولت (حکومت) کو عدل سے آباد کرو، ظلم اس کو طعنے والا ہے“
 اس پر بڑھکر حال یہ تھا، کہ جانوروں پر بھی ظلم پسند نہیں کرتا تھا، حکمِ حساب کو اسکی تاکید تھی،
 کہ کوئی جانور پر اسکی توت برداشت زیادہ بوجھ نہ لائے، حتیٰ کہ مکملین طلباء کو ضرورت سے زیادہ زدہ کو ب نہ کریں۔
 مامون کے ان احوال کی روشنی میں ہمارے اس زمانہ میں غور و فکر کی بڑی ضرورت ہے، کیونکہ
 اس دور میں ظلم و ستم کی فراوانی ہے، مخلوق خدا اس طرز زندگی سے جاں بلب ہے، مگر حکمران طبقہ اس طرف
 سے باہل غافل ہے۔ اس کو احساس تک نہیں کہ یہ سارے مصائب ان کی ہی غفلت کے نتیجہ میں ہیں۔
 خلیفہ منصور بخاتمہ کرہ پہلے کیا جا چکا ہے، ان کی خدمت میں افریقہ سے ایک قاضی صاحب
 تشریف لائے، جو منصور کے زمانہ طالب علمی کے ساتھی تھے۔

”ان سے منصور نے پوچھا، تم کو سیری حکومت اور بنو امیہ کی حکومت میں کیا فرق نظر آیا، اور تم
 اس طویل سفر میں ہمارے جن علاقوں سے گزرتے آئے ہو، ان میں نظم و نسق کا کیا حال ہے، قاضی نے جواباً
 لے امیر المومنین، میں نے اعمال بد اور ظلم و جور کی کثرت دیکھی ہے، پہلے تو
 میرا گمان یہ تھا، کہ اس ظلم و جور کا سبب آپ کے ان علاقوں سے دور ہونا ہے،
 لیکن میں جتنا قریب آتا گیا، معاملہ اسی قدر نازک ہوتا گیا، خلیفہ نے یہ سنکر
 اپنی گردن جھکائی، ”تھوڑی دیر کے بعد سڑاٹھا کر کہا، مگر میں لوگوں کا کیا
 کروں؟ قاضی نے جواب دیا، کیا آپ کو معلوم نہیں ہے، حضرت عمر بن عبدالعزیز
 فرماتے تھے، لوگ بادشاہ وقت کے تابع ہوتے ہیں، بادشاہ اگر نیک ہوگا،
 تو رعایا بھی نیک اور صالح ہوگی، اور اگر وہ بد ہے، تو رعایا نیک نہیں ہو سکتی“

کتنا سچ فرمایا، حضرت عمر بن عبدالعزیز نے، حقیقت بالکل یی ہے، باقی اور سب لغظلی ہی
 لغظلی ہے، مامون الرشید باہر عنفیت شان بہت متواضع اور خاکسار تھا، اور اس سلسلہ میں بھی وہ مثال
 قائم کر گیا، قاضی القضاہ یحییٰ بن اکثم جمہور کا بیان ہے۔

”میں نے مامون سے زیادہ شریف و طبع انسان نہیں دیکھا“

صلہ طوالت بنی عباس اول ص ۱۱۱ طہ طوالت بنی عباس اول ص ۱۱۱

ایک شب مجھ کو حریمِ خلافت میں سونے کا اتفاق ہوا، آدمی رات بیٹے ہوئے کچھ عرصہ گزارا، میری آنکھ کھل گئی، نشئیگی کا غلبہ تھا، پانی پیئے اٹھا کہ مامونؓ کی نظر مجھ پر پڑی، انہوں نے پوچھا قاضی صاحب کیا بات ہے، سوتے کیوں نہیں، میں نے عرض کیا، امیر المومنین پیاس معلوم ہوتی ہے، اس نے کہا آپ اپنے بستر پر بیٹھیے، اور خود جا کر آبدار خانہ سے پانی لا کر مجھ کو دیا، میں نے عرض کیا امیر المومنین خادم کو اٹھالیا ہوتا، فرمایا سب سوتے ہوئے ہیں، میں نے عرض کیا، تو میں خود ہی جا کر پانی پی لیتا، مامونؓ نے فرمایا اٹھنا کے لئے بڑے عیب کی بات ہے کہ اپنے جہان سے کام لے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قوم کا سردار، ان کا خادم ہے،

اس واقعہ سے پہلے زمانہ کے سلاطین کا اخلاق جھلکتا ہے، ان کا شریعت پر کھردر عمل تھا، یہاں سے کام لینا اخلاقاً اور شرعاً دونوں طرح عیب جانتے تھے۔

مامونؓ کا علمی دربار مشہور ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بڑا علم دوست تھا، ہر سائنس دان کو علمی مجلس کا خصوصی اجلاس منعقد ہوتا تھا، جس مجلس میں ملک کے نامی اگلی علماء شریک ہوتے، اور باہم علمی مباحث کرتے، باہم ہمدردی و بہت سے مسائل میں پھسل گیا، جعفر برکی جو مامونؓ کا تالیق صادق و سادہ سادہ شخص تھا، اس نے اور بھی اپنا اثر ڈالا، جس سے بہت ساری باتیں شیعوں کی اس میں پیدا ہو گئی تھیں، انہی میں سے ایک مسئلہ تھا، جعفر برکی کی عیاشی دیکھتے دیکھتے مامونؓ خود بھی اس کا قائل ہو گیا، اور اس نے مسند کے جواز کی منادی کر دی، جس سے علماء اہل سنت کو بڑی روحانی اذیت ہوئی، اس مسئلہ پر گفتگو کے لئے ابوالحسنؓ بن ابراہیمؓ نے کئی کتابیں لکھیں، چنانچہ یہ ایک دن دربار میں پورچ گئے، جس وقت یہ وہاں پہنچے ہیں وہ حضرت عمرؓ کا یہ قول پیش کر کے

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ کے زمانہ میں دوست تھے، میں ان کو روکتا ہوں“

کہہ رہا تھا جب تک پیر کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ کے زمانہ میں اجازت تھی، اس کے روکنے کا کسی کو کیا حق ہے مامونؓ سے یہ سن کر قاضی صاحب کا رنگ بدل گیا، غصہ میں سرخ ہو کر مچ گئے، مامونؓ نے

خود پوچھا، کئی صاحب آپ کا چہرہ کیوں متغیر ہے، انھوں نے کہا امیر المؤمنین اسلام میں ایک نغزہ پڑ گیا، اس نے پوچھا وہ کیا، کئی نے کہا، زنا کی حلت کا اعلان، مامون نے تعجب سے پوچھا، زنا؛ کئی نے کہا، کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کلام الہی کی یہ آیت: "الذی انزلنا وجہہ لہ واملکت ایمانہما" (سبح صرف دو طرح کی عورتوں کا جائز ہے، بیوی یا لونڈی) پڑھ کر پوچھا، کیا متوعہ عورت لونڈی ہے، مامون بولا نہیں، کئی نے پوچھا تو پھر کیا بیوی ہے۔ اور اس کو شوہر کی وراثت اور شوہر کو اس کی وراثت ملتی ہے، اور اس کے اور بیوی کے تمام شرائط یکساں ہیں، مامون نے کہا نہیں۔ کئی نے کہا جب متوعہ ان دونوں میں سے کسی میں داخل نہیں ہے، تو پھر قرآن کے مقرر کردہ حدود سے باہر ہے، اس قولی استدلال کے ساتھ حضرت علیؓ کی وہ روایت سنائی جس میں متد کی حرمت کے اعلان کا ذکر ہے، مامون لاچار ہو گیا اور اس نے اس فعل سے توبہ کی اور پھر حرمت کی منادی کرادی

معتصم جو مامون کے بوزلیفہ ہوا تھا، اس نے زراعت کو بڑی ترقی دی، اس نے اس محکمہ کے ذریعہ زراعت کو حکم دے رکھا تھا،

” جو افتادہ زمین تم ایسی دیکھو کہ اس سال اس پر دس روپیہ صرف کر دو،

تو سال آئندہ میں اس سے گیارہ روپے وصول ہوں، ایسے خرچ کے لئے مجھ سے منظوری حاصل کرنے کی ضرورت نہیں،“

یہ چند تاریخی واقعات آپ کی خدمت میں پیش کئے گئے، ان سے عبرت و بصیرت حاصل کیجئے

اور ان کی روشنی میں دنیا کی اصلاح کی طرف قدم بڑھائیے

اخیر میں ندوۃ المصنفین اور کتاب کے مصنف کا شکر گزار ہوں، کہ ان کی وجہ سے اس

زمانہ میں ان واقعات کو غور و فکر سے پڑھ سکا۔ اور متاثر ہوا، خدا کرے دوسرے اجاب بھی ان سے

استفادہ کر سکیں۔

لے خوفت بنی عباس اول ص ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱